بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم

ادارہ تحقیقاتِ اسلامی نے اپنے ترجمان ماہنامہ "فکر و نظر" کو ایک سہ ماہی تحقیقی مجلے کی شکل دینے کا فیصلہ کرکے ایک اہم قدم اٹھایا ہے۔ اُمید ہے کہ اس تبدیلی سے یہ رسالہ تحقیقی طور پر زیادہ باوقار اور علمی طور پر اور مؤثر ہو جائے گا۔ اس فیصلے کے پس منظر میں یقیناً ان ذمہ داریوں کا احساس بھی کار فرما ہو گا جو "ادارہ تحقیقاتِ اسلامی" اور مجلہ "فکر و نظر" پر عائد ہوتی ہیں۔ عہدِ جدید کے اِسلامی تحقیق و تفکر کے میدان میں یہ ذمہ داریاں ایک بڑے تاریخی چیلنج کے طور پر سامنے آتی ہیں اور دنیا بھر کے مسلم معاشروں کو یہ اعتماد ہے کہ علوم اسلامی کی فکری اور تحقیقی روایت اس چیلنج کا مقابلہ کرکے افکار و نظریات کی آزادانہ رزم میں اِسلامی روایتِ علم کو ایک ایسی سربلند، پُر اعتماد، بے تعصّب اور فراخدل روایت کے طور پر پیش کر سکتی ہے جو اس تغیّر آمادہ دنیا میں نئی روحانی اور معاشرتی قدروں کو جنم دے سکے اور ان کا علمی تحفظ کر سکے۔ اسی اِعتماد پر اِسلام کے آئیڈیل معاشرے کی تشکیل کے خواب کی بنیاد ہے۔

علوم اسلامی اور ان سے متعلق دیگر میدانوں میں ہمارا معیارِ تحقیق و تفکر ابھی تک کچھ بہت زیادہ حوصلہ افزا نہیں رہا۔ ہماری بیشتر تحقیقی کاوشیں وہ بے ہدف تیر ہیں جو نہ اسلاف کے علمی کارناموں کے برابر پہنچ سکتے ہیں اور نہ عہدِ جدید کے بین الاقوامی معیار کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اِس عام صورتحال میں استثنائی مثالیں بھی ہیں لیکن ان کی بنیاد پر کسی خوش گمانی کو طول دینے سے بہتر ہے کہ ہم اپنی کاوشوں کے معیار، سمت اور ہدف کا جائزہ لے کر ایک بہتر اور مفید علمی مستقبل کی منصوبہ بندی اِس طرح کریں کہ وہ اسلام کے علمی نصب العین اور اس کے نتیجہ خیز نظریۂ علم سے پوری طرح ہم آہنگ ہو۔

فکر و نظر جیسے باوقار علمی اور تحقیقی مجلے کے دَورِ نَو کا آغاز اِس جائزے کے لیے بہترین وقت ہے۔

ہماری موجودہ روایتِ تحقیق دو بے جوڑ رجحانات سے ترتیب پاتی ہے۔ ایک طرف

ہمارے سامنے اپنے اسلاف کا وہ علمی منہاج ہے جس کی رُوح اسلامی ہے لیکن وہ منہاج اور وہ طریقۂ کلام چند تاریخی ضرورتوں سے پیدا ہوا تھا اور اس کے سامنے اس دَور کے علمی اور عملی مسائل تھے ۔ اسلامی روایتِ علم کے اصولِ نمو کا تقاضا یہ ہے کہ اس روح کو عہدِ جدید میں اُٹھنے والے مختر بدست سوالوں کی روشنی میں ایک نیا اور مؤثر منہاج دیا جائے ۔ دوسری طرف ہمارے سامنے مستشرقین کا کام ہے جس کا مقصود تحقیق برائے تحقیق اور اجنبی پیمانوں سے اسلامی تہذیب کو پرکھنے کی کوشش ہے ۔ اس کے نتیجے میں بے فائدہ جزئیات کا ایک انبار جمع ہو گیا ہے اور فلسفے و ظن و گمان کے دفتر وجود میں آ گئے ہیں ۔ آج دنیا نظریات اور اسالیبِ حیات کی رزم گاہ میں انسانیت کے تحفظ اور انسان کی روحانی اور جسمانی فلاح کے خواب کے ریزے سمیٹ رہی ہے ۔ اِس عالم میں اسلام اور اس کی روایتِ علم پر ایک کائناتی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور ہم سب اس ذمہ داری کو پورا کرنے کے مکلف ہیں ۔ علم اور تحقیق کے میدان میں ہماری یہ ذمہ داری کسی وقتی ضرورت سے پیدا نہیں ہوئی بلکہ پوری دُنیا کے تہذیبی نقشے میں یہ فرض تدبیرِ الٰہیہ نے ہمارے سپرد کیا ہے اور تاریخ کی حرکت ہمیں ایک ایسے نقطے پر لے آئی ہے جہاں اِس فرض کی ادائیگی کے لیے ہمیں ایک حتمی اور فیصلہ کُن رویّہ اختیار کرنا پڑے گا ۔

ہمارے تحقیقی اور علمی منہاج کی نوعیت کا مسئلہ ہمارے تہذیبی پس منظر سے پھُوٹتا ہے آج دنیا زمانی طور پر قدیم و جدید ، تمدنی طور پر مشرق و مغرب ، ذہنی طور پر مادّیت و مثالیت اور حیاتیاتی طور پر معاش و معاد میں تقسیم ہو کر دوئی اور ثنویت کا شکار ہو گئی ہے ۔ اِسلام اپنی جغرافیائی پوزیشن اور اپنے مزاج کے اعتبار سے ایسا مذہب ہے اور اس کی تہذیب ایسی تہذیب ہے جو ان تمام ثنویتوں کو ایک وسیع تر نظام میں جذب کر سکتا ہے ۔ آج سے پہلے بھی عہدِ بنو عباس میں جب تہذیبوں کے درمیان نتیجہ خیز مکالمہ بند ہو چکا تھا تو اسلامی تہذیب نے پوری دنیا کے علمی ورثے کی تشکیلِ نَو کی تھی ۔ اسی طرح کا چیلنج آج بھی درپیش ہے ۔ اس منقسم اور فطری طور پر منتشر دنیا میں یہ فرض توحید پرستوں پر عائد ہوتا ہے کہ وہ ایک علمی اور عملی وحدت پیدا کریں ۔ علمی وحدت ایک ایسے منہاجِ علم سے پیدا ہو گی جو زندگی کے تمام روحانی اور جسمانی تقاضوں کو اپنے مکمل نظام میں سمیٹ لے اور عملی وحدت ایک مثالی اسلامی

معاشرے کی تشکیل سے جنم لے گی ۔ اس عظیم ذمہ داری کی طرف بڑھنے کا ارادہ کرتے ہوئے ہمیں اپنے علمی منہاج کے چند بنیادی اصول طے کرنے پڑیں گے ۔ اس کائناتی ذمہ داری کے پیشِ نظر ان اصولوں کا ایک اجمالی خاکہ یہ ہو سکتا ہے :

(ا) اِسلامی نصب العین کو انسانی نصب العین کی شکل دینا ۔ روحانی ، معاشرتی اور معاشی سطح پر اس کے تحقق (ACTUALISATION) کے لیے ایک نتیجہ خیز طریقۂ کار متعین کرنا۔
(ب) علم بالوحی کی روشنی میں اِس محسوس کائنات کو "نظامِ آیاتِ الٰہیہ" سمجھنا اور اس میں تفکر کے ذریعے اپنے نتائج مرتب کرنا ۔ نیز علم کے قدیم و جدید عناصر کو جمع کر کے اِسلامی تصورِ کائنات کے تحت اس کی تشکیلِ نو کرنا ۔ (ج) اپنی علمی روایت کے زندہ عناصر کا تحفظ کرنا اور اس کے ذریعے نسلِ نَو کے لیے تعمیر و تربیتِ خودی کا ایک نظام ترتیب دینا ۔ (د) قرآن سُنّت پر غور کر کے تاریخ اور معاشرے کے قوانینِ حرکت کو مدوّن کرنا اور عروج و زوالِ اقوام کے اصولوں کو منضبط کرنا ۔ اس کی روشنی میں وہ منہاج طے کرنا جو ہمیں موجودہ زوال سے یقینی طور پر نکال سکے ۔

عہدِ جدید میں یہ ہمارے علمی منہاج کی ابجد ہو سکتی ہے اور اسی سے عہدِ جدید میں اسلام کی علمی اور فکری کائنات کا نقشہ بنتا ہے ۔ اسلامی دنیا میں پاکستان کی حیثیت کو مدِّنظر رکھتے ہوئے یہ توقع نامناسب نہ ہوگی کہ ادارہ تحقیقاتِ اسلامی جیسے ادارے ان بلند اہداف پر نظر رکھیں گے اور "فکر و نظر" جیسے رسالوں کے ذریعے ایک نئی ، مفید اور مؤثر علمی فضا تشکیل دیں گے اور بشرطِ ضرورت دُنیا کی دوسری زبانوں مثلاً عربی اور انگریزی کے ذریعے اپنے خیالات کی ترسیل کا دائرہ وسیع کریں گے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دُعا میں علمِ غیر نافع سے پناہ مانگی ہے ۔ انؐ کی پیروی میں دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ادارے اور اس رسالے کو "علمِ نافع" کا مرکز اور منبع بنائے اور ہم سب کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین !

محمد افضل

ڈاکٹر محمد افضل (وفاقی وزیرِ تعلیم)

اسلام آباد
۸ ر اکتوبر ۱۹۸۴ء